تعزیتی اجتماعات سے چند مشاہیر کے تقاریر کے

اقتباس

مولانا عبد القیوم حقانی

دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک میں مولانا سمیع الحق اور متوسلین سے تعزیت کیلئے آنے والے مشاہیر سیاسی زعماء اور افغان مرکزی قیادت کے رہنما و حضرات علماء بسا اوقات مختصر تعزیتی کلمات سے خطاب بھی فرماتے ہے اس میں سے بعض تقاریر کے چند اقتباسات پیش خدمت ہیں۔

○ جناب صدر پاکستان غلام اسحاق خان

نے تعزیتی اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

"شیخ الحدیث مولانا عبدالحق رح کے علمی و دینی اور قومی و سیاسی کردار، دین اسلام کے لیے مرحوم کی خدمات کو ہمیشہ یاد رکھا جائے گا"

صدر نے کہا: "مولانا انتہائی نیک اور متقی انسان تھے جنہیں اللہ تعالیٰ نے قلب و ذہن کی بے شمار خوبیاں عطا فرمائی تھیں۔ مرحوم فقہ و حدیث کے بہت بڑے عالم اور استاد تھے"

حضرت شیخ الحدیث رح ایک عالمگیر، ہمہ گیر اور بے حد ہر دلعزیز شخصیت تھے۔ یہی وجہ تھی کہ آج تیرھواں دن ہے مرحوم کی وفات ہوئے مگر تعزیت کنندگان کے دور دراز علاقوں سے وفود، علماء اور مشائخ کے قافلے، بزرگان دین کی جمعیتیں افغان قائدین، محاذ جنگ کے جرنیلوں اور مجاہدین اور صالحین امت کی غمزدہ ٹولیاں آ آ کر حضرت اقدس رح کے مزار پر فاتحہ خوانی پڑھتے، ایصال ثواب کرتے اور بے تابانہ آنسو کا نذرانہ پیش کرتے ہیں اور حضرت کے صاحبزادوں سے مل مل کر اپنے دل کی حسرتیں مٹاتے ہیں۔ افغان مجاہدین کے متعدد وفود، محاذ جنگ کے کمانڈروں، اپنی جماعتوں کے امیروں اور مشائخ کی قیادت میں تسلسل سے آرہے ہیں جن میں دو سے تین ہزار تک افراد شریک ہوتے ہیں۔ بلوچستان کے دور دراز علاقے جہاں ٹریفک کے وسائل بھی میسر نہیں تین تین اور چار چار روز کے مسلسل سفر کے بعد پہنچتے اور اپنے شیخ کی خدمت میں دعا و استغفار، تلاوت و ایصال ثواب کا نذرانہ پیش کرتے ہیں۔

بعض مشاہیر کی آمد پر بغیر کسی اہتمام کے تعزیتی اجتماعات بھی ہوئے اور خطابات بھی۔ بعض قومی رہنماؤں اور ہفت گانہ اتحاد افغانستان کے مرکزی قائدین کے تقاریر کے بعض اقتباسات آپ بھی ملاحظہ فرمائیں۔

○ سابق وزیر اعظم محمد خان جونیجو

نے تعزیتی اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے کہا۔

میں اور میرے رفقاء یہاں حاضر ہوئے ہیں کہ ہم ایک بڑی اور عظیم شخصیت حضرت مولانا عبدالحق رح کی ناگہانی وفات کے موقع پر تعزیت کریں۔ حضرت مولانا عبدالحق صاحب رح سے میری وابستگی گذشتہ تین سال سے رہی ہے۔ جب سے میں نے وزارت عظمی کا عہدہ سنبھالا تو میں نے جب بھی مولانا مرحوم سے ملاقات کی تھی تو انہوں نے مجھے فرمایا:

"میں آپ کو اتنا کہوں گا کہ اگر پاکستان کو آپ صحیح اسلامی فلاحی مملکت بنائیں اور یہ میری خواہش ہے کہ پاکستان میں اسلامی قوانین کرنا فذ کیا جائے تو ہمارا ساتھ اور دعائیں بھی آپ کے ساتھ رہیں گی"

جب بھی اسمبلی کا اجلاس ہوتا تھا تو میں مولانا سمیع الحق صاحب سے کہتا تھا کہ حضرت مولانا صاحب رح جب بھی یہاں آئیں تو میں ان سے ملاقات کرنا چاہتا ہوں۔ ان کی طبیعت ان کو اتنی اجازت نہیں دیتی تھی کہ وہ اسمبلی کے تمام امور میں

بڑھ چڑھ کر حصہ لیں لیکن عموماً جب اسمبلی کا اجلاس ہوتا تھا تو وہ شرکت کے لیے اسلام آباد تشریف لاتے۔ اس موقع پر میں اتنا ہی کہوں گا کہ

جہاں تک حضرت کا تعلق ہے تو وہ آپ کے پاس ایسی روایات چھوڑ کر گئے ہیں۔ آپ ان کے نقشِ قدم پر چلیں علاقے کی خدمت کریں، اسلام کی خدمت کریں اور مولانا مرحوم کی وہ خواہش پوری کریں جس کے لیے مرحوم نے اپنی زندگی وقف کر رکھی تھی۔ میں تقریر کرنے کے لیے یہاں نہیں کھڑا ہوا۔ میں اتنا ہی کہوں گا کہ تین چار سالوں میں میری وزارتِ عظمیٰ کے دَور میں مجھے ان سے جو ملاقات کا شرف ملا تو میں یہی کہوں گا کہ وہ میرے لیے ایک عظیم ہستی تھی اور ان کی یہ سب سے بڑی خواہش تھی کہ دین ہی کی بالادستی ہونی چاہیے اور خدا تعالیٰ ہم سب کو ہمت دے کہ ہم پاکستان کو صحیح اسلامی اور فلاحی مملکت بنا سکیں۔

○ آزاد کشمیر کے صدر عبدالقیوم خان

نے اپنے مختصر خطاب میں کہا کہ

شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق رح کے قومی اسمبلی میں اور سیاسی و دینی محاذ پر ان کی لازوال خدمات کو تاریخ کا روشن باب قرار دیا۔ انہوں نے کہا کہ شیخ الحدیث رح گو مادی اعتبار سے اس دنیا سے وفات پا چکے ہیں لیکن ان کے ہزاروں تلامذہ ان کے ہزاروں عقیدت مند اور پیروکار بالخصوص ان کے لائق فرزند اور عظیم سیاسی راہنما مولانا سمیع الحق کی مساعی کہ تحریک نفاذ شریعت کی کوششیں قیامت تک مولانا عبدالحق رح کا نام زندہ رکھیں گی۔ آئیے آج ہم عہد کریں کہ مولانا عبدالحق مرحوم نے جس مشن کو جاری فرمایا تھا اس کی تکمیل و تنفیذ تک اور اس عظیم مقصد کے حصول میں ہم اپنی جان تک کھپا دیں۔

اسلام دشمن قوتیں ایسی بڑی شخصیتوں کے انتقال پر خوش ہوتی ہیں لیکن مولانا مرحوم ایسے آدمی ہیں جو اپنے بعد ہزاروں شاگردوں کا ایک وسیع سلسلہ چھوڑ گئے ہیں۔ ان کے لائق فرزند کے مخلص تلامذہ ان کی وفات کے بعد بھی ان کے مشن کو جاری رکھیں گے اور جب تک اسلام کا جھنڈا بلند نہیں ہو جاتا اس نظام کی حفاظت کے لیے کام کرتے رہیں گے۔

○ اتحاد اسلامی افغانستان کے امیر عبدرب الرسول سیاف

نے کہا:

اللہ تعالیٰ شیخ الحدیث عبدالحق رح کو اپنی رضا سے نوازے۔ مولانا عبدالحق رح شیخ الحدیث تھے اور ان کی زندگی کا زیادہ تر حصہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کی خدمت و تعلیم اور توضیح و تشریح میں گذرا ہے۔ قرآن و حدیث کی روشنی میں وہ کردار و عمل کے لحاظ سے بہت بلند مقام اور رتبہ پر فائز تھے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

کہ میں آدم کی اولاد میں سب سے بڑھ کر اجود اور سخی ہوں اور میرے بعد اجود وہ ہوں گے جنہوں نے خود علم سیکھا ہو اور دوسروں کو سکھایا ہو۔ دوسرا اجود وہ ہے جس نے خود کو اللہ کی راہ میں قربان کیا ہو۔

حضرت شیخ الحدیث میں دونوں وصف بدرجہ اتم موجود تھے۔ دارالعلوم حقانیہ مرحوم کا صدقہ جاریہ، سلسلہ تعلیم مرحوم کا علم نافع اور باقیات صالحات، صالح اور نیک اور عالم اولاد مرحوم کے لیے گویا کہ تسلسل عمل اور نہ منقطع ہونے والا اجر و ثواب ہے اور اب جہادِ افغانستان میں ان کے ہزاروں تلامذہ اور باکردار فضلاء ایک ایسا عمل اور عظیم صدقہ جاریہ ہے کہ قیامت تک اس کے اثرات اور برکات شیخ الحدیث مرحوم کے نامۂ اعمال میں درج ہوتے رہیں گے۔

○ افغان اتحاد کونسل کے سابق صدر اور حزبِ اسلامی افغانستان کے امیر مولوی محمد یونس خالص

نے اپنی تقریر میں کہا۔

استاذ العلماء حضرت شیخ الحدیث رح نے ہمیں قرآن اور حدیث کا سبق پڑھایا لیکن اس کے ساتھ ساتھ عملاً جہاد اور اعلاء کلمۃ اللہ کی مساعی کی ترغیب بھی دی۔ انہوں نے ہم سے عہد لیا تھا کہ

تم یہاں سے فارغ ہونے کے بعد آرام سے نہیں بیٹھو گے۔ دین کی خدمت کرو گے۔ دین کو سربلند رکھو گے۔ ہر صورت میں ہر جگہ دین ہی کا، شریعت کا اور علم دین کا کام کرو گے۔ تدریس کی شکل میں کبھی تبلیغ کی شکل میں، کبھی وعظ اور نصیحت کی شکل میں اور کبھی باطل قوتوں کی سرکوبی کے لیے جہاد کی شکل میں۔ خدا کا شکر ہے کہ اللہ پاک نے حضرتؒ کی زندگی میں ان کی روحانی اولاد دارالعلوم کے فضلاء کا ہر محاذ پر، دین اسلام کے ہر پہلو پر کام کرتے دکھا دیا۔ خاص کر حضرتؒ نے ہم سے جہاد کے لیے جو عہد لیا تھا آج خدا کا فضل ہے کہ افغانستان کے ہر سنگر میں ہم گنہگار اور ان کے تمام فضلاء اس کو محفوظ رکھے ہوئے ہیں۔ حضرت ہمارے جہاد افغانستان کے سرپرست تھے۔ یہ سب ان کی معاونت تھی۔ انہوں نے ہمیں جہاد کے لیے محاذ جنگ کے جرنیل دیے۔ مجاہد اور غازی دیے۔ انہوں نے ہمیں ایک سپر پاور اور بڑی طاقت سے مقابلہ کے لیے مفید مشوروں سے حوصلہ دیا۔ پُرخلوص اور غائبانہ دعاؤں سے ہماری مدد کی۔ ان کے شاگرد ہر محاذ پر ثابت قدم رہتے ہیں۔ یہ دارالعلوم حقانیہ ہماری مادر علمی ہے۔ مجاہدین کی چھاؤنی ہے۔ یہ حضرت شیخ الحدیثؒ کے باقیات صالحات سے ہے۔ اب ہمیں توقع ہے بلکہ یقین ہے کہ حضرتؒ کے جانشین حضرت مولانا سمیع الحق مدظلہ بھی اپنے والد گرامی قدر کی طرح ہماری سرپرستی فرمائیں گے جس طرح حضرت کی زندگی میں انہوں نے ہمارے ساتھ بھرپور معاونت کی اسی طرح ان کی وفات کے بعد بھی وہ ہمارے ساتھ جہاد کے مشن کی تکمیل میں شریک رہیں گے کہ ہم سب مسلمان ہیں اور جہاد ہم سب کے لیے ایک فریضہ ہے۔ حضرتؒ کی وفات سے مجاہدین یتیم ہو گئے ہیں اور محاذ جنگ کے سنگروں کی روحانی رونقیں ماند پڑ گئی ہیں، تاہم ہم نے فیصلہ کیا ہے کہ جب تک زندگی ہے ہم نے حضرت سے جو عہد کیا تھا اس کو آخری دم تک نبھاتے رہیں گے۔

○ **جبہہ اسلامی افغانستان کے امیر**
مولانا صبغۃ اللہ مجددی
نے خطاب کرتے ہوئے کہا۔

تین ماہ بعد اب جب پاکستان حاضر ہوا ہوں تو صد درجہ غم و حزن، رنج و ملال ہوا اور دل ٹکڑے ٹکڑے ہے۔ عالم اسلام کی دو اہم شخصیتوں کے تعاون اور سرپرستیوں سے مسلمان امت بالخصوص افغان مجاہدین محروم ہو گئے ہیں۔ ایک علمی و روحانی شخصیت جس نے میدان جہاد میں افرادی قوت کے اعتبار سے علماء اور فضلاء مرحمت فرمائے وہ حضرت مولانا فاضل گرامی عارف ربانی عالم حقانی شیخ الحدیث مولانا عبدالحق قدس سرہ العزیز کی ذات گرامی تھی۔ یہ امت کا ایسا نقصان ہے جس کی تلافی ہماری نظر میں ناممکن ہے۔ خدا تعالیٰ قادر ہے اور یہ اس کی قدرت سے باہر نہیں ہے کہ وہ مرحوم کے جانشینوں سے مولانا مرحوم ہی کا کام لے لے۔ ہمیں یقین ہے کہ مولانا مرحوم کے جانشین مولانا سمیع الحق و دیگر صاحبزادگان ایک عارف ربانی اور عظیم والد کی تربیت کے صدقے مادیت، مغربیت، آرائش اہل دول یا اغیار حق کے سامنے اپنا سر ہرگز نہ جھکائیں گے اور انشاء اللہ آخر تک اپنے عظیم والد جو پاکستان اور افغانستان کے مسلمانوں بلکہ امت کے لیے ان کا وجود قابل افتخار تھا، کے مشن کی تکمیل میں لگے رہیں گے۔

دوسری شخصیت صدر ضیاء الحق مرحوم کی تھی جو مادی اور سیاسی اعتبار سے بین الاقوامی مجالس میں جہاد افغانستان کی بھرپور وکالت کر رہے تھے۔

حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ سراپا اخلاص تھے۔ وہ عظیم شخصیت عارف روحانی اور عالم ربانی تھے جو کسی دولت کسی قدرت، کسی مادیت اور جبر و استبداد کے سامنے کبھی بھی نہیں جھکے۔ انہوں نے ساری زندگی استغناء اور قناعت میں گزاری۔ انہوں نے اپنے لیے فقر و بے کسی اور بے چارگی کی زندگی کو پسند کیا۔ یہ مرکز دارالعلوم ان کے اپنے اخلاص کے برکات سے قائم رہا جس کی بقا اور ترقی کے یہ مناظر دیکھ دیکھ کر خود ہمیں حیرت ہوتی ہے۔ مرحوم کی شفقتیں اور الطاف ان کے علم ظاہری و باطنی کے کمال پر دلالت کرتے ہیں۔

حضرت اقدس شیخ الحدیثؒ کی بارگاہ میں خراج عقیدت کا

پر سلسلہ مختلف تنظیموں، اداروں اور اہم شخصیتوں کی طرف سے دیر تک جاری رہا۔ اس سلسلہ میں جب ٹاؤن کمیٹی کے چیرمین نے اپنے ممبران کے ہمراہ مزار مبارک کے قریب ایک تعزیتی اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ٹاؤن کمیٹی اکوڑہ خٹک نے پہلی بار کسی شخصیت کے بارے میں یہ فیصلہ کیا ہے کہ حضرت شیخ الحدیثؒ کی قبر مبارک پر سنگ مرمر کا پختہ مزار تعمیر کر دیا جائے تو مولانا سمیع الحق مدظلہ نے جواباً ارشاد فرمایا کہ ہم آپ حضرات کے جذبات اور خلوص و محبت کی قدر کرتے ہیں۔ چونکہ حضرت قائد شریعت شیخ الحدیثؒ نے ساری زندگی بدعات اور رواجات کے خلاف جنگ میں گذاری ہے، ہر عمل میں انہیں سنت کا راستہ محبوب تھا لہذا بعد الوفات بھی ان کے ساتھ وہی معاملہ کیا جانا چاہیئے جو زندگی میں انہیں محبوب تھا۔

مولانا سمیع الحق نے کہا قبہ یا پختہ مزار بنانے کی اجازت نہیں دی جا سکتی کہ اس سے حضرت کی روح کو تکلیف ہوگی۔ ہم چاہتے ہیں کہ حضرت کی قبر کچی رہے اور اس کا ہر زاویہ سنت کے موافق بنا دیا جائے۔

سرکاری اور سیاسی سطح کے بعض اکابر نے اپنے رسومات اور اعزاز کے مطابق جب مزار شیخ پر پھولوں کی چادریں چڑھانے کا سلسلہ شروع کیا تو حضرت مولانا سمیع الحق، حضرت مولانا انوار الحق کو یہ معاملہ ناگوار گزرا کہ سنت رسولؐ اور تعامل صحابہؓ میں اس کا ثبوت نہیں۔ لہذا حضرت اقدس کے سرہانے چارپائی رکھوا دی۔ جسے خواہ مخواہ اپنی یہ رسم اعزاز پوری ہی کرنی ہے تو وہ چارپائی پر پھول چڑھا دے۔ اس سے مسئلہ کی تفہیم بھی ہوگئی اس عمل کی ناپسندیدگی کا اظہار بھی ہوگیا۔

جنازے کے بعد آنے والے حضرات میں سردار عبدالقیوم خان، صدر آزاد کشمیر، جناب اصغر خان صاحب، صدر تحریک استقلال، پیر گیلانی آفندی کے نمائندے جناب ڈاکٹر فاروق اعظم، سینیٹر ظہور الحق، سالم خلیل خان سابق ایم این اے سینیٹر ہاشم خان، جناب وسیم سجاد وفاقی وزیر قانون و انصاف سینیٹر سلیم سیف اللہ، گوہر ایوب خان، کنور قطب الدین، مولانا معین الدین لکھوی صدر جمعیت اہلحدیث، میاں فضل حق ناظم جمعیۃ اہلحدیث، مولانا عبدالرحیم اشرف فیصل آباد، مولانا عبدالسبوح قاسمی، جہاد افغان خوست محاذ کے کمانڈر جلال الدین حقانی کے بھائی محمد ابراہیم حقانی، جبہ اسلامی افغانستان کے صدر صبغۃ اللہ مجددی، ٹاؤن کمیٹی اکوڑہ خٹک کے چیرمین جان محمد و جملہ ممبران خوشحال ادبی و ثقافتی جرگہ کے رہنما صوبیدار محمد اشرف اور ان کے رفقاء، تبلیغی جماعت کے مرکزی رہنما مولانا مفتی زین العابدین دارالعلوم کراچی کے مہتمم مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی، مولانا اسعد تھانوی، مولانا محمد حنیف جالندھری خیر المدارس ملتان، مولانا عبدالرحمن جامعہ اشرفیہ، مولانا فیض احمد ملتان، مولانا حق نواز جھنگوی سید فضل آغا چیرمین سینٹ آف پاکستان، وفاقی وزیر چوہدری شجاعت حسین، چوہدری شوکت سید، آغا مرتضیٰ پویا وزیر احمد جوگزئی وزیر تعلیم، بریگیڈیر فہیم خٹک، سینیٹر چوہدری طارق، جناب ڈاکٹر شمس الرحمن معالج خصوصی حضرت شیخ الحدیثؒ، پیر آف مانکی شریف، سابق وزیر اعظم محمد خان جونیجو سابق وزیر اعلیٰ سرحد ارباب جہانگیر، سابق گورنر سرحد عبدالغفور خان ہوتی، وفاقی وزیر نسیم آہیر، سابق صدر جنرل محمد ضیاء الحق کے صاحبزادے ڈاکٹر انوار الحق، آفتاب شیرپاؤ صدر پیپلز پارٹی سرحد، سابق گورنر سندھ سید غوث۔ خانزادہ تاج محمد خان سابق ایم این اے، ڈاکٹر اسرار احمد صدر تنظیم اسلامی لاہور، محمد افضل خان صدر نیشنل عوامی پارٹی سرحد آصف وردگ کا تذکرہ بے جا نہیں۔ ملک و بیرون ملک دنیا بھر کے مشاہیر اہل اسلام، علماء دانشور حضرات اور مختلف اداروں کی طرف سے ٹیلی گراموں اور تعزیتی خطوط اور پیغامات کا نہ ختم ہونے والا سلسلہ اس پر مستزاد ہے جس کا کچھ حصہ شریک اشاعت کیا جا رہا ہے۔

اس سلسلہ میں مولانا سمیع الحق مدظلہ کی یومیہ ڈاک کھولنے اور اس کو فائلوں میں ترتیب دینے کے لیے باقاعدہ تین چار کارکنوں کی ڈیوٹی لگا دی گئی ہے۔ بہر حال یہ سب کچھ قائد شریعت شیخ الحدیثؒ کے علمی و دینی، قومی و روحانی اور ملکی ملی خدمات کے اعتراف، خراج تحسین اور تمام طبقوں سے

رکھنے والے لوگوں میں یکساں طور پر مقبولیت، محبوبیت اور ان کی عظمت و احترام کے مظاہر ہیں جو مختلف روایات اور اطوار میں ظہور پذیر ہو رہے ہیں مگر دینی اور اخروی نقطۂ نگاہ سے حضرت اقدس شیخ الحدیثؒ کا سب سے بڑا سرمایہ اور توشۂ آخرت ان کے ہزاروں تلامذہ ہیں جو اب دنیا کی وسعتوں میں پھیل کر اساتذہ علم اور خدام شریعت ہیں یا افغانستان کے معرکۂ کارزار میں جہاد میں مصروف اور روسی جارحیت سے برسرپیکار ہیں۔ مرحوم کی صالح، علم وعمل سے آراستہ نسبی اولاد، مرکز علم دارالعلوم حقانیہ اور رہتی دنیا تک ان کے فیوض وبرکات ہیں جو نہ ختم ہونے والا صدقۂ جاریہ، گویا حضرت شیخ رحمہ کے عمل کا تسلسل اور ان کے رفع درجات کا یقینی وسیلہ ہیں مگر حضرت شیخ الحدیثؒ کے لیے اخروی اعتبار سے نافع، فوری مؤثر، فرحت بخش عالم برزخ کا مونس و رفیق، جی بہلانے اور ان کو خوش رکھنے، جنت کی ہواؤں، فضاؤں اور بہاروں میں ان کے خوشحال و خنداں رہنے کا اس سے بڑھ کر بہتر اور قوی ذریعہ اور کونسا ہو سکتا ہے کہ جب سے حضرت اقدسؒ کا وصال ہوا ہے تب سے آج تک مزار مبارک پر دور دراز سے آنے والے علماء، فضلاء، مجاہدین، مشائخ، افغان مہاجرین، صالحین، عامۃ المسلمین اور طلبہ دین کی ایک جماعت ہر وقت مصروفِ تلاوت رہتی ہے۔ طلبہ دارالعلوم اور دارالحفظ کے طلبہ کو جب بھی مزار مبارک کے قریب بیٹھنے کے لیے گنجائش میسر آتی ہے تو ایک دوسرے سے بڑھ کر اس موقع کو غنیمت سمجھتے ہیں۔ ویسے بھی دارالحفظ کے قریب میں حضرت شیخؒ کی آخری آرامگاہ ان کے لیے قطعی طور پر نزول برکت اور سکینہ ورحمت کا قطعۂ ارض اور ہر لحاظ سے مبارک قرارگاہ ہے۔

جب سید سلیمان ندویؒ کے خلیفۂ اجل، سلوک سلیمانی کے مصنف مخدوم العلماء حضرت العلامہ مولانا پروفیسر محمد اشرف صاحب مدظلہ مزار مبارک پر تشریف لائے اور مراقب ہوئے تو واپسی پر اپنے رفقاء سے گفتگو کرتے ہوئے ان کی زبان مبارک سے سب سے پہلے جو مبارک جملہ نکلا وہ یہ تھا کہ۔

"یہاں تو انوار ہی انوار ہیں"

○ حضرت مولانا مفتی زین العابدین

تحریر یہیں تک پہنچی تھی اور ارادہ تھا کہ اسی پر اکتفا کر لیا جائے کہ آج جماعت تبلیغ کے بزرگ رہنما اور شیخ الحدیث مولانا محمد زکریاؒ کے خلیفۂ اجل حضرت مولانا مفتی محمد زین العابدین صاحب فیصل آباد والے دارالعلوم تشریف لائے۔ حضرت شیخ الحدیثؒ کی تعزیت کی۔ ان کے مزار پر حاضر ہو کر ایصالِ ثواب اور دعائے مغفرت فرمائی۔ حضرت مولانا سمیع الحق مدظلہ کی نئی ذمہ داریوں دارالعلوم کے اہتمام اور حضرت شیخ الحدیثؒ کی جانشینی کے سلسلۂ گفتگو میں دارالعلوم کے اساتذہ، طلبہ اور حاضرین سے فرمایا کہ یہ اللہ تعالیٰ کا اپنا تکوینی نظام ہے کہ وہ اپنے دین کی حفاظت اور اشاعت کے لیے غیب سے رجال کار پیدا فرما دیتے ہیں۔ جس روز امام اعظم ابوحنیفہؒ کا انتقال ہوا اسی روز امام شافعیؒ اس دنیا میں تشریف لائے۔

انہوں نے فرمایا کہ حضرت مولانا محمد الیاسؒ کی وفات پر حضرت جیؒ نے فرمایا تھا کہ آدمی کا انتقال ایک فطرتی اور قدرت کا اٹل فیصلہ ہے مگر ان کے عمل کا انتقال نہیں ہونا چاہیے۔ مولانا سمیع الحق نے عرض کیا ہم میں تو اہلیت نہیں ہے حضرت شیخ الحدیث رحمہ کے کام کی ذمہ داریاں اور ان کو تکمیل تک پہنچانے کے لیے بڑی استعداد اور صلاحیت کی ضرورت ہے۔ ہم میں اس کی لیاقت کہاں ہے؟

اس پر مولانا مفتی زین العابدین صاحب نے فرمایا کہ ایسا ہی معاملہ حضرت مولانا محمد الیاسؒ کی وفات پر علماء اور اہل دل بزرگوں کو پیش آیا تھا۔ مولانا محمد منظور نعمانی فرماتے ہیں کہ حضرت مولانا محمد الیاسؒ کے مرض الوفات میں وفات سے ایک روز قبل میں ان کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ حضرت! یہ جماعت کا کام اور تبلیغ کا نظام آپ کے عین حیات میں بھی بڑی مشکلات، تعب اور مشقت سے اس مرحلے تک پہنچا ہے۔ بظاہر عالم اسباب میں آپ کی طرح فکر اور درد دل والے اصحاب نظر نہیں آتے۔ خدا نہ کرے کہ آپ کے بعد پھر اس کو چلانے والا کوئی نہ ہو۔ مولانا نعمانی فرماتے ہیں میں نے جو اندیشہ تھا حضرت کی خدمت میں

عرض کر دیا۔ تو انہوں نے فرمایا:

پریشانی ہمیں بھی ہے لیکن اطمینان بھی ہے۔ جب کوئی عمل خدا کی بارگاہ میں مقبول ہوتا ہے تو خدا تعالیٰ اپنے خزانۂ غیب سے اس کی حفاظت کے اسباب بھی پیدا فرماتے ہیں۔ حفاظت کی بھی دو صورتیں ہیں۔ ایک کہ پہلے سے اس کام کے لیے آدمی تیار اور موجود ہوں۔ ۲۔ دوسرا یہ کہ ایک کے انتقال کے بعد راتوں رات قدرت کی جانب سے اس کام کے نعم البدل کے طور پر دوسرا آدمی تیار کر دیا جاتا ہے۔

مولانا منظور احمد نعمانی فرماتے ہیں حضرت مولانا محمد الیاسؒ کی اس گفتگو سے مجھے اطمینان اور تسلی ہوگئی۔ اسی شام میں دلی چلا گیا کہ صبح کو حضرت مولانا محمد الیاسؒ کے انتقال کی خبر ملی تو فوراً دلی سے واپسی ہوئی۔ یہاں آیا تو لوگ جمع ہیں اور تعزیتی اجتماع سے حضرت مولانا محمد یوسفؒ خطاب فرما رہے ہیں۔ ان کا کہنا تھا کہ جس طرح حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال کے بعد ایک لمحہ ضائع کیے بغیر حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اعلان فرمادیا کہ حضور اقدسؐ کی زندگی میں جو کام اور نظام چل رہا تھا اب بھی وہی چلتا رہے گا اور اس میں بال برابر فرق نہیں آنے دیا جائے گا تو مولانا محمد یوسفؒ نے تبلیغی جماعت کے نظام کو اسی طرح جاری رکھا۔ تشکیل ہوئی اور کام آگے بڑھا جبکہ اس سے قبل مولانا محمد یوسفؒ کو تبلیغی جماعت کے کام سے کوئی مناسبت نہیں تھی۔ محض محقق عالم اور بہترین مصنف تھے۔ ہر وقت مطالعہ میں ڈوبے رہتے تھے۔ جب حضرت مولانا محمد الیاسؒ انہیں تبلیغی کام یا مہمان یا دعوت کے نظام کے سلسلہ میں کسی کام سے بلاتے تو وہ عرض کرتے۔ حضرت! اس سے میرے تعلیمی، مطالعاتی اور تصنیفی مشاغل کا نقصان ہوتا ہے مگر قدرت نے حضرتؒ کے انتقال کے بعد راتوں رات ان کو استعداد اور صلاحیت سے نوازا۔ اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ وہ یوسف ہی نہیں جو پہلے تھا۔

حضرت گنگوہیؒ کے انتقال پر ایک صاحب بڑے غمزدہ ہو کر حضرت مولانا خلیل احمدؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ بڑے پریشان اور گھبرائے ہوئے اور عرض کیا۔ حضرت! اب ہم کیا کریں گے۔ کوئی نظر نہیں آتا تو مولانا خلیل احمدؒ نے فرمایا:

حضرت گنگوہیؒ کے بعد اب جو حضرات موجود ہیں انہیں غنیمت سمجھو ورنہ کل یہ بھی نہیں ملیں گے۔

بہرحال یہ بات اس لیے چھیڑ دی کہ اللہ پاک جب بھی چاہیں جس سے چاہیں کام اور ذمہ داریاں سونپ دیتے ہیں اور صلاحیت و استعداد بھی عطا فرما دیتے ہیں۔

○ حضرت مولانا سعید احمد خان

تبلیغی جماعت کے مشہور بزرگ رہنما مہاجر مدینہ حضرت مولانا سعید احمد خان صاحب مدظلہ ضعف و علالت اور بیماری کے باوصف حضرت شیخ الحدیثؒ کی تعزیت کے سلسلہ میں دارالعلوم تشریف لائے۔ دفتر اہتمام میں حضرت مولانا سمیع الحق صاحب اور صاحبزادہ مولانا انوار الحق صاحب سے حضرت کے لیے تعزیت کی اور ارشاد فرمایا۔ کئی روز مسلسل بخار رہا ہے۔ علالت بڑھ گئی ہے۔ آج ذرا بخار اترا تو اس کو غنیمت جانا اور حاضری کی سعادت حاصل کی۔ یہ ہمارا حق تھا کہ ہم حاضر ہوتے۔ اللہ تعالیٰ حضرت شیخ الحدیثؒ کے درجات بلند فرمائے۔

مولانا سمیع الحق نے عرض کیا۔ حضرت! یہ آپ کی مہربانی اور عنایت ہے۔ آپ اس بیماری کی حالت میں زحمت نہ فرماتے۔ آپ کی دعائیں ہمارے لیے کافی ہیں۔ رائے ونڈ کے سارے اکابر تشریف لائے تھے۔ حضرتؒ کو بھی آپ سے محبت تھی۔ بڑے احترام سے آپ کا ذکر فرمایا کرتے تھے۔

انہوں نے فرمایا۔ ہاں، حضرت ہمارے بزرگ اور مخدوم تھے۔ ان سے ملاقات بھی ہوا کرتی تھی۔ یہاں دارالعلوم بھی حاضری کی سعادت حاصل ہوتی تھی۔ مدینہ منورہ میں بھی انہوں نے اپنی زیارت سے مشرف فرمایا تھا۔ دنیا سے صالحین چلے گئے اور اب حضرتؒ بھی چلے گئے ہیں اور ہم لوگ رہ گئے ہیں۔ زندگی میں ہم دیکھتے ہیں کہ فتنے پر فتنے آرہے ہیں۔ (باقی صـ۹۳۷ پر)